حضرت داتا گنج بخش

اور

درود تاج شریف



ترتیب

خلیل احمد رانا

دارالفیض گنج بخش، لاہور

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

برائے ایصال ثواب

حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری قدس سرہ

الحاج حافظ محمد اصغر امرتسری رحمتہ اللہ علیہ

کتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ اور درود تاج

ترتیب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خلیل احمد رانا

کتابت درود تاج اور شجرہ ۔۔۔۔۔۔۔ جناب صوفی خورشید عالم خورشید رقم

کتابت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔محمد نعیم بھٹہ

سن اشاعت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ، فروری ۱۹۹۴ء

تعداد اشاعت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اول تا سوم ۔۔۔۔۔۔آٹھ ہزار

بار چہارم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک ہزار، جون ۲۰۱۳ء

بیرون جات کے حضرات دس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

ملنے کا پتا

فیض گنج بخش بک سنٹر

دربار مارکیٹ داتا دربار لاہور

یا اللہ جل جلالہ — بسم اللہ الرحمن الرحیم — یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

"دارالفیض گنج بخش لاہور" بیادِ امام الاولیاء حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا اجراء۔

اس سراپا خیر و برکت ادارے کا قیام رحمتوں والے مہینے (رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ) کیا گیا ہے۔ یہ ادارہ مسلکِ اولیاء کرام (رحمہم اللہ تعالیٰ) خصوصاً امام الاولیاء حضرت شیخ علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات عام کرنے کا فریضہ ادا کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

فقیر زبیر احمد ضیائی، حکیم اہلِ سُنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی کا ممنون ہے جن کے فیضِ صحبت نے اشاعت کتب کا شعور پیدا کیا، اور جو صوفیہ کرام کے فیوض و برکات عوام الناس تک پہنچانے میں شب و روز مصروف رہتے ہیں۔

درود تاج شریف میں جناب مولانا قاری محمد مشتاق صابری بانی چالیس روزہ قاری کلاس مصطفیٰ آباد لاہور نے بمطابق اُردو املا و اصوات عربی (عربی سے ناآشنا حضرات کے لیے) عبارت تحریر فرمائی فقیر اُن کا ممنون ہے۔

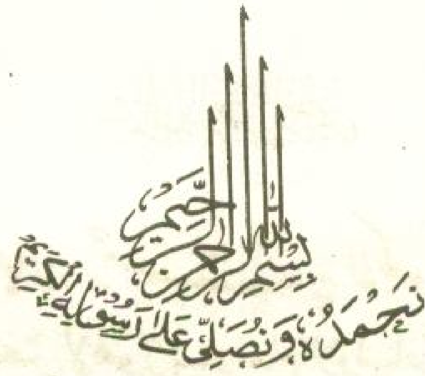
جناب محمد ریاض ہمایوں سعیدی کا بھی ممنون ہوں۔ جو کتابت اور طباعت کے تمام مواقع پر معاون رہے۔

برادرم جناب خلیل احمد رانا صاحب نے جس مخلصانہ جذبہ کے تحت یہ کتابچہ لکھا ہے۔ وہ قابلِ صد ستائش ہے اور اس کے مطالعہ سے ہر قاری حسبِ استعداد فیض یاب ہو گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ رانا صاحب موصوف حضور داتا گنج بخش قدس سرہٗ پر تفصیلی مقالہ بھی تحریر کریں گے جسے "دارالفیض گنج بخش" کی طرف سے شائع کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فقیر میاں زبیر احمد قادری ضیائی

گدائے کوئے علی ہجویری

داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور



حضرت گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

امام الاولیاء سلطان الاصفیاء حضرت شیخ علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ العزیز اس قدسی گروہ کے سرخیل ہیں جو امام رسل ہادی سبل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی کمالِ محبت ومتابعت سے ولایت کے ارفع واعلیٰ مقام اور بلند مراتب پر فائز ہو کر خلافتِ الٰہیہ اور حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ کی نیابتِ کبریٰ کے منصب جلیلہ پر متمکن ہوتے ہیں اور چونکہ انہوں نے اپنے آپ کو محبوبِ خدا کی محبت میں فنا کر دیا ہوتا ہے انہیں بھی مقامِ محبوبیت عطا ہو جاتا ہے اور زمین پر خلیفۃ اللہ اور مظہر انوارِ خدا اور نائب محبوبِ خدا ہوتے ہیں لہٰذا

۱ ان کی ظاہری زندگی میں بے پناہ فیض رشد و ہدایت جاری ہوتا ہے۔

۲ برزخی زندگی میں قاسمِ فیوض و برکات ہوتے ہیں اور ان کا روحانی فیض عوام و خواص کے لیے یکساں ہوتا ہے۔

۳ ان کی تعلیمات وارشادات طالبان راہ خدا کے لیے مرشدِ طریق کی حیثیت رکھتے ہیں اور مرتبہ و استعداد کے لوگ اپنی اپنی حیثیت اور ظرف کے مطابق ان سے مستفید و مستفیض ہوتے

ہیں۔ چنانچہ بہ عطائے الٰہی و بہ فیض سرورِ عالم ﷺ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ نے

۱۔۔۔ اپنی حیاتِ مبارکہ میں کفرستان ہند میں اسلام کا پرچم لہرایا اور اپنی روحانی قوت اور نظرِ کیمیا اثر کے ذریعے بے شمار گم گشتگانِ بادیہ کفر و ضلالت کو صراطِ مستقیم پہ گامزن کیا اور انکے سینوں کو نورِ اسلام سے منوّر فرمایا۔

۲۔۔۔ بعد وصال حضرت شیخ کا مزار پُر انوار فیض رسانِ عالم اور منبعِ رُوحانیت وطمانیت ہے

نام فقیر تنہاں دا باہو قبر جنہاں دی جیوے ہُو

۳۔۔۔ ان کے ارشادات و افاضاتِ عالیہ (کشف المحجوب) بجائے خود مرشدِ کامل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

غرض کہ ایسی محبُوبیّت و مقبولیّت اُمت محمدیہ (ﷺ) کے بہت کم اولیاء کرام کو حاصل ہوئی ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ[1]

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے بعد جتنے عظیم المرتبت صوفیاء یہاں آئے مثلاً خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شرفُ الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر بزرگ حضرات انہوں نے پہلے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دی، یہاں سے روحانی فیض حاصل کیا اور پھر آگے بڑھے ؎

---

[1] حکیم محمد موسیٰ امرتسری، دیباچہ کشف المحجوب (اُردو ترجمہ کلام المرغوب) مطبوعہ لاہور ۱۳۹۳ھ، ص ۵، ۶

ہر مرغ کہ پر زد بہ تمنائے اسیری

اول بہ شگوں کرد طواف قفس ما

ترجمہ۔ ہر پرندہ جو اسیر ہونے کی خواہش لے کے اڑا، اس نے نیک شگون کی خاطر پہلے ہمارے قفس کا طواف کیا۔

آپ کے بارہ میں یہ مشہور شعر جو ہر خاص و عام کی زبان پر ہے، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے، حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پانے کے بعد انہوں نے اس شعر کے ذریعے اپنی سپاس گزاری کا اظہار کیا تھا۔

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

مولانا جلال الدین رُومی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک (واقع قونیہ شہر ترکی) کے باہر مندرجہ ذیل شعر رقم ہے ؎

کعبہ عشّاق باشد ایں مقام

ہر کہ ایں جا خام آمد شُد تمام

ترجمہ۔ یہ مقام عاشقان الٰہی کے لیے کعبہ کی مانند ہے، جو یہاں نامکمل آتا ہے وہ مکمل ہو کے جاتا ہے۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مُبارک کی فضا میں "روحانیت" اس طرح بسی ہوتی ہے جیسے موسم بہار میں باغ جناح لاہور (بلکہ باغِ جنان خلیل) کی فضا میں خوشبو، بلکہ یہاں تو ہر وقت ہی بہار رہتی ہے۔[1]

---

[1] میاں عبدالرشید، کالم نورِ بصیرت، روزنامہ نوائے وقت لاہور، شمارہ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۸۷ء، ص ۳۔

بعض لوگ آپ کو سیّد **علی ہجویری** تو کہتے ہیں مگر آپ کا مشہور نام **داتا گنج بخش** لینے سے احتراز کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ایسا کہنا شرک ہے۔ حالانکہ بہت سے ایسے الفاظ ہیں جن کا اطلاق اللہ کے علاوہ کسی اور پر کرنے سے شرک ہوتا ہے مگر رات دن ان کا اطلاق اپنے اوپر کرتے ہیں مثلاً لفظ "مالک" کو ہی لیجئے جب ان کے مکان کے متعلق پوچھا جائے کہ اس کا مالک کون ہے؟ تو جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ اس مکان کا "مالک" میں ہوں، اس دکان، جائیداد کا مالک میں ہوں، حالانکہ ہر چیز کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے۔

داتا کے لفظی معنیٰ "دینے والا" یا "سخی" ہیں اور گنج بخش سے مراد خزانے لٹانے والا ہے۔ قطب الدین ایبک رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی سخاوت کے باعث "لکھ داتا" کہتے تھے۔

قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند نے اپنی کتاب "عالم برزخ" میں حضرت سیّد **علی ہجویری** علیہ الرحمۃ کے لیے "**داتا گنج بخش**" کے الفاظ استعمال کئے ہیں[1]

مولوی محمد حبیب الرحمٰن خاں میواتی (دیوبندی) نے اپنی کتاب "تذکرہ صوفیائے میوات" (جو کہ مشہور متعصب دیوبندی مولوی نفیس الحسینی کی تائید اور پیش لفظ کے ساتھ لاہور سے شائع ہوئی ہے) میں علاقہ میوات کے قصبہ ہتھین (ضلع گوڑ گانوہ) کے گاؤں کھیٹری کے ایک بزرگ "داتا گلاب شاہ" کا تذکرہ کیا ہے اور اپنی کتاب میں انہیں دس مرتبہ "داتا" لکھا ہے۔[2]

ولادت باسعادت: ۔حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۴۰۰ھ یا ۴۰۱ھ میں ہوئی۔

مولد و وطن: ۔آپ خود فرماتے ہیں علی بن عثمان بن علی الجلابی الغزنوی ثم الہجویری ــــ

---

[1] قاری محمد طیب، عالم برزخ، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ لاہور ص ۲۵، ۲۶

[2] مولوی حبیب الرحمٰن میواتی، تذکرہ صوفیائے میوات، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ لاہور، ۱۴۰۷ھ، ص ۵۱۲

داراشکوہ لکھتا ہے، حضرت غزنی کے رہنے والے تھے، جلاّب اور ہجویر غزنی (افغانستان) کے محلوں میں سے دو محلے ہیں، پہلے جلاب میں قیام پذیر تھے، پھر ہجویر منتقل ہوگئے، آپ کے والد ماجد کی قبر غزنی میں ہے۔

حنفی المذہب:۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حنفی المذہب تھے، سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، سے خاص عقیدت رکھتے تھے اور اُن کے مقلّد تھے۔

لاہور تشریف آوری:۔ تذکرہ نگاروں کے بیان کے مطابق آپ لاہور ۴۳۱ھ یا ۴۵۱ھ میں تشریف لائے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ ۴۶۰ھ میں وارد لاہور ہوئے۔

سال وصال شریف:۔ تذکرہ نگاروں کے مطابق آپ کا وصال شریف ۴۶۵ھ میں ہوا۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو جہان کی تدبیر کرنے والا بنایا ہے، انہیں یہ قوت بھی دی ہے کہ وہ سارے جہان کو دیکھتے ہیں، انہیں سارے جہان کا نگران مقرر کیا ہے، جہان کی مشکلات اور آسانیاں اُن سے متعلق کر دی ہیں اور احکام عالم کو انکی ہمت اور مدد و توجہ سے وابستہ کر دیا ہے۔ (کشف المحجوب ص ۲۴۵)

۲۔ یہاں تک کہ آسمان سے بارش اُن کے قدموں کی برکت سے ہوتی ہے، زمین سے نباتات اِن کے احوال کی صفائی سے اُگتے ہیں اور کفار پر مسلمان اولیاء اللہ کی ہمت و توجہ سے مدد حاصل کرتے ہیں۔ (کشف المحجوب ص ۲۴۲ مطبوعہ سمرقند)

۳۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب گیارہویں باب میں صفحہ ۱۹۸، ۱۹۹ ار پر حضرت ابوالعباس القاسم بن مہدی السیاری رضی اللہ عنہ، کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"آپ نے اپنے باپ سے ترکہ میں بہت مال پایا، پھر آپ نے وہ سارے کا سارا مال و متاع دے کر کسی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو موئے مُبارک حاصل کر لیے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس عمل اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مُبارک کی برکتوں سے ایک تو سچی توبہ نصیب فرمائی دُوسرے آپ کو حضرت ابو بکر واسطی قدس سرّہٗ کی صحبت سے سرفراز فرمایا جب آپ دُنیا سے رحلت فرمانے لگے تو وصیت فرمائی کہ موئے مُبارک میرے مُنہ میں رکھ دیئے جائیں۔ آج آپ کی قبر مُبارک مَرو میں مرجع خلائق اور عوام و خواص سب پر ظاہر و عیاں ہے۔ لوگ حاجتیں چاہنے کے لیے آپ کے مزار پر جاتے اور وہاں سے مشکلات کا حل طلب کرتے ہیں۔ حاجات پوری ہونے اور حلِ مشکلات میں آپ کی قبرِ انور مجرّب ہے۔ واللہ اعلم۔

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ بریلوی مسلک اہل سُنّت وجماعت ہی عارفین کاملین رحمہم اللہ تعالیٰ سے عقائد اور مسلک و مشرب میں موافقت و مطابقت رکھتے ہیں، یاد رکھیئے کہ قرآنِ حکیم کا بیان کردہ صراطِ مستقیم بھی یہی ہے، انصاف شرط ہے [1]

کرامت حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بعد از وصال

پروفیسر محمد عثمان، گورنمنٹ کالج لاہور اپنے ایک مضمون "تصوّف اور اسلام" میں لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالشکور جنہیں شیخ لاہور کہا جاتا ہے، اپنی تصنیف "سبزۂ بیگانہ" میں رائے بہادر میلارام

---

[1] علامہ محمد سعید احمد نقشبندی، منقبت، شجرِ نسب، شجرۂ طریقت حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ، مطبوعہ لاہور ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء، ۱۴، ۱۵

کے بیٹے رائے بہادر رام سرن داس کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۱۸ء کے وبائی انفلوئنزا میں ان کے تینوں بیٹے اس مرض میں مبتلا ہو گئے، لاہور شہر کے بڑے بڑے ڈاکٹر علاج کے لیے بلائے گئے مگر مرض روز بروز بڑھتا گیا حتیٰ کہ رام سرن داس بیٹوں کی زندگی سے مایوس ہونے لگے، باقی قصہ رائے بہادر رام سرن داس کی زبان سے سنیئے!

"ایک رات ہم سوتے ہوئے تھے کہ کمرے میں کچھ آہٹ ہوئی اور میری آنکھ کھل گئی کیا دیکھتا ہوں کہ سفید ریش بزرگ براق لباس پہنے ہوئے ایک ہاتھ میں عصا اور دوسرے میں تسبیح لیے میرے بیٹے گوپال داس کے پلنگ کے پاس کھڑے کچھ پڑھ رہے ہیں، انہیں دیکھ کر میں سہم گیا اور چیخ کر کہا کہ آپ کون ہیں اور کیا کر رہے ہیں، انہوں نے میری بات سن کر اَن سنی کر دی اور دعا پڑھنے میں مشغول رہے پھر وہ بزرگ میرے دوسرے بیٹے رُوپ رام کی چارپائی کے قریب گئے اور وہاں بھی دُعا مانگی پھر تیسرے بیٹے کے پلنگ کے پاس جا کر بھی ایسا کیا، اس کے بعد وہ بزرگ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے، میں تمہارا پڑوسی گنج بخش ہوں مجھ سے تمہاری پریشانی دیکھی نہ گئی اس لیے دُعا کرنے کیلئے خود آ گیا ہوں اَب گبھرانے کی کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالےٰ سب کو شفا دے گا۔"

شیخ صاحب نے لکھا ہے کہ یہ قصہ رائے بہادر نے لاہور شہر کے جملہ مسلمان، ہندو، اور سکھ احباب کو جمع کر کے سنایا اور پھر حضرت علی ہجویری کے مزار پر حاضر ہو کر نذرانہ پیش کیا اور دربار میں پہلی بار بجلی کا انتظام عمل میں لایا گیا، اور اس واقعہ پر شیخ عبدالشکور کا مختصر تبصرہ یوں ہے کہ ایٹم اور میزائل کے اس زمانے میں ایسی باتیں ناقابلِ قبول ہوں گی مگر خاصان خدا سے ایسی ایسی محیر العقول باتیں اکثر ظہور پذیر ہُوا کرتی ہیں اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

پروفیسر محمد عثمان لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے بیان کرنے والے خدا کے فضل سے زندہ ہیں اور ان کے علم و فضل اور عقل و دانش کا اتنا شہرہ ہے کہ ان کی کہی ہوئی ہر بات کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ ؎[1]

کشف المحجوبؒ کی صداقت

غُلام فرید کپلانہ (جھنگ صدر) اپنے ایک مضمون "قدرتُ اللہ شہاب کی باتیں" میں لکھتے ہیں کہ میں اس وقت ضلع مسلم لیگ کا جنرل سیکرٹری تھا اور شہاب صاحب سے ضلعی معاملات کے سلسلے میں گاہے بگاہے ملاقات ہوتی رہتی تھی —— ان کا قیام جھنگ صدر میں اگرچہ مختصر رہا لیکن ان کی یادیں آج تقریباً چالیس اکتالیس سال گزرنے کے بعد بھی لوگوں کے دلوں میں تازہ ہیں۔ چند سال قبل شائع ہونے والی ان کی آپ بیتی "شہاب نامہ" میں انہوں نے اپنے قیام جھنگ کا ذکر کسی قدر تفصیل سے کیا ہے اور کئی ایک واقعات بیان کئے ہیں جو ان کو وہاں پر قیام کے دوران پیش آئے مگر ایک واقعہ ایسا بھی ہے جس کا ذکر انہوں شہاب نامہ میں نہیں کیا لیکن یہ واقعہ آج بھی میری طرح اور بھی کئی مقامی لوگوں کے ذہنوں میں محفوظ ہے' یہ واقعہ شہاب صاحب نے خود ایک پارٹی میں سنایا تھا جو میں نے ان کے اعزاز میں انجمن آڑھتیاں جھنگ کی طرف سے غلّہ منڈی میں دی تھی، اب آگے آپ شہاب صاحب کی زبانی سنیئے۔

جھنگ کے ڈی سی ہاؤس میں میں ایک رات کافی دیر تک حضرت سیّد علی

؎[1] پروفیسر محمد عثمان، مضمون تصوف اور اسلام، روزنامہ جنگ لاہور شمارہ پیر ۲۱ شوال ۱۴۰۳ھ/یکم اگست ۱۹۸۳ء ص ۳۔ نقوش لاہور نمبر بھی دیکھیئے ص ۱۱۵۴۔

ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "کشف المحجوب" کا مطالعہ کرتا رہا، جب میں اس مقام پر پہنچا جہاں حضرت علی ہجویری نے یہ لکھا ہے کہ اولیائے کرام کی مختلف ولایات ہیں کوئی قطب ہے، کوئی ابدال ہے، کوئی اوتاد ہے اور یہ اولیائے کرام ہر زمانے اور ہر دور میں موجود ہوتے ہیں اور ان کو علاقے تفویض ہوتے ہیں جنکی دیکھ بھال اور حفاظت ان کے ذمہ ہوتی ہے، تو میں نے کتاب بند کر دی اور سوچ میں پڑ گیا، کافی دیر تک یہی سوچتا رہا کہ اگر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات درست ہے تو پھر اس دور میں اولیائے کرام کی کچھ تعداد ضرور موجود ہوگی اور اگر موجود ہے تو مجھے تو باوجود کوشش و جستجو کے کبھی کسی سے ملاقات کا موقع نہیں ملا۔ میں یہی سوچتے سوچتے سو گیا۔

خواب میں دیکھا کہ جھنگ سے پندرہ میل دور واقع تریموں ہیڈ (جو کہ دریائے چناب اور دریائے جہلم کا سنگم ہے) کے مقام پر کشتی میں سوار دریا کی سیر کر رہا ہوں، دریا میں اونچی اونچی لہریں اٹھ رہی ہیں، دیکھتے ہی دیکھتے ایک منہ زور لہر اٹھی اور میری کشتی سے آ کر ٹکرائی۔ جس سے کشتی الٹ جاتی ہے اور میں دریا میں ڈوبنے لگتا ہوں کہ اچانک ایک طرف سے کسی بزرگ کا ہاتھ نمودار ہوتا ہے اور مجھے بازو سے پکڑ کر کنارے پر ڈال دیتا ہے، عین اسی وقت میری آنکھ کھل جاتی ہے اور میں کافی دیر تک پریشانی کے عالم میں جاگتا رہتا ہوں۔ اگلے روز جب میں اپنے دفتر میں بیٹھا روزانہ کی ڈاک دیکھ رہا ہوتا ہوں تو ایک خط کی تحریر سے چونک جاتا ہوں، خط میں لکھا ہے کہ تم رات کو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر پڑھ کر بلا وجہ شک و شبہ میں مبتلا ہو گئے تھے تو جان لو کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے، ہر

دور میں اولیائے کرام کی ایک کثیر تعداد موجود ہوتی ہے اور یہ اِس دَور میں بھی موجود ہیں اور مَیں بھی اُن میں سے ایک ہُوں اور مجھے اس علاقہ کی ذمہ داری سپُرد ہوئی ہے، جس طرح تم اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر ہونے کے ناطے اس علاقہ کی حفاظت کے ذمہ دار ہو اسی طرح مَیں بھی ذمہ دار ہوں رات کو خواب میں ڈوبنے سے مَیں نے ہی تمہیں بچایا تھا. مَیں تمہاری عدالت میں ایک دفعہ آچکا ہوں مگر شاید تُم نے نہیں پہچانا، میں آئندہ چند روز میں پھر تمہاری عدالت میں آؤنگا مجھے پہچاننے کی کوشش کرنا، لہٰذا اگلے چند دن میں دفتر کا وقت شروع ہونے سے ختم ہونے تک انتہائی انہماک اور تجسس سے اپنی نگاہیں دروازے پر مرکوز رکھتا اور ہر اندر آنے والے کو نہایت غور سے دیکھتا، تقریباً ایک ہفتہ بعد ڈاک کے ذریعے پھر ایک خط موصُول ہُوا وہی طرز تحریر تھی اور اُس میں لکھا تھا کہ میں دوبارہ تمہارے دفتر میں آیا تھا مگر افسوس کہ تم نے مجھے نہیں پہچانا۔ اب ایک کام تمہارے سپرد کیا جاتا ہے جسے تُم نے فرض سمجھ کر پُورا کرنا ہے، غور سے پڑھو۔ موضع احمد پور سیال میں فلاں تاریخ اور فلاں دن کو اتنے بجے ایک شادی ہو رہی ہے، دُولہا جس کی عمر تقریباً اسی سال ہے مقامی زمیندار ہے اور لاولد ہے دُلہن کی عمر تقریباً پندرہ سال ہے زمیندار کے عزیز و اقارب اولادِ نرینہ کی خواہش میں اسکی شادی اتنی کم عمر لڑکی سے کر رہے ہیں، لڑکی اس رشتہ پر سخت پریشان ہے اور اس نے اپنے دل میں ٹھان لی ہے کہ جس روز بارات اس کے دروازے پر آئے گی وہ زہر کی پڑیا کھا کر خودکشی کر لے گی۔ زہر کی پڑیا اُس نے اپنے دُوپٹے کے ایک کونے میں چھپا کر باندھ رکھی ہوگی، تُم عین اس موقع پر جب بارات دُلہن کے گھر پہنچے گی اپنے اختیارات استعمال کرتے ہُوئے چھاپہ مارنا ہے اور یہ شادی رکوا دینی ہے، بصُورت دیگر خُودکشی کے نتیجے میں اس بے قصُور لڑکی کا خون تمہاری گردن پر ہوگا۔

شہاب صاحب کے بقول انہوں نے مقررہ دن اور وقت پر زنانہ پولیس کی معیت

میں جائے وقوعہ پہ چھاپہ مارا، بارات آچکی تھی، شہاب صاحب کے حکم پہ زنانہ پولیس نے دُلہن کے دوپٹے کی تلاشی لی تو اس کے پلّو میں زہر کی پڑیا بندھی ہوئی ملی، پولیس نے اس واقعہ کی رپورٹ باہر آکر شہاب صاحب کو دی جس کے بعد انہوں نے شادی رکوادی دُلہا میاں بغیر دُلہن کی ڈولی کے باراتیوں کے ساتھ مایوس و ناکام واپس لوٹ گئے اور دُلہن کے والد اور عزیزوں نے شہاب صاحب کو دعائیں دیں۔

وہ پُر اسرار گمنام خطوط جو کہ شہاب صاحب کو ڈاک کے ذریعہ موصول ہوتے تھے تھے، ان پہ مہر جھنگ شہر کے ڈاک خانہ کی ہوتی تھی، اس لیے شہاب صاحب نے جھنگ شہر کے کچھ احباب کے علاوہ محمد شیر افضل جعفری مرحوم کے ذمہ بھی یہ ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی کہ وہ اپنے علاقہ میں تلاش کریں تاکہ اس اَن دیکھی ہستی کا کوئی سراغ مل سکے جو یہ خطوط ارسال کرتی تھی، بقول جعفری صاحب انہوں نے اپنے تئیں کافی جستجو کی مگر بلا سود۔[1]

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ اور درود تاج

۱۶ دسمبر ۱۹۹۳ء کو جناب میاں زبیر احمد قادری ضیائی مدظلہٗ، سابق صدر مرکزی مجلس رضا لاہور نے راقم الحروف کو بتایا کہ ایک دن حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی قادری دامت برکاتہم العالیہ (لاہور) نے فرمایا کہ ایک صاحب نظر کا کہنا ہے کہ درود تاج شریف کی تلاوت حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ العزیز کو بہت پسند ہے، اس کی تلاوت سے آپ قاری کی طرف توجہ فرماتے ہیں، اور درود تنجینا (تنجینا) کو بھی پسند فرماتے ہیں (رحمۃ اللہ تعالیٰ)

---

[1] غلام فرید کپلانہ، مضمون "قدرت اللہ شہاب کی باتیں" روزنامہ نوائے وقت لاہور شمارہ جمعۃ المبارک ۱۳ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ / ۲۶ جولائی ۱۹۹۱ء، صفحہ ۳۔

درود تاج شریف کی برکات

جناب صوفی خورشید عالم صاحب خورشید رقم (خطاط) جانشین خطاط الملک تاج الدین زریں رقم، بیٹھک کاتباں لوہاری دروازہ لاہور فرماتے ہیں میاں زبیر احمد قادری صاحب ایک روز درود تاج شریف کی کتابت کے لیے میرے پاس تشریف لائے درود تاج شریف کی برکات کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی، اس ضمن میں مَیں نے بھی کچھ تذکرہ کیا کہ میرے حضرت صاحب خواجہ غلام سدید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین معظم آباد شریف نے ایک روز فرمایا کہ ہمارا ایک مُرید کالا شاہ کاکو (ضلع شیخوپورہ) میں مقیم تھا وہ درود تاج شریف کی تلاوت بڑی خوش الحانی سے کیا کرتا تھا، اس کے وصال کے بعد بہت سے لوگوں نے اس کی قبر سے درود تاج شریف کے پڑھنے کی آواز سُنی، نیز جب کبھی حضرت ثانی خواجہ محمد حسین (میرے والد ماجد) رحمۃ اللہ علیہ کالا شاہ کاکو اس کے پاس جایا کرتے تھے تو وہ بغیر اطلاع آپ کا سڑک پر انتظار کیا کرتا تھا اور یہ انشراح درود تاج کی برکت سے اُسے حاصل تھا۔

چند شبہات کا ازالہ

درود تاج شریف پر محمد جعفر شاہ پھلواری (کراچی) نے یہ اعتراض کیا تھا کہ اس درود میں لغوی اور لسانی غلطیاں ہیں جو کہ ایک غیر عربی بھی نہیں کر سکتا، اُن کے یہ اعتراضات سب سے پہلے ماہنامہ فاران کراچی، شمارہ جون، جولائی ۱۹۸۰ء میں شائع ہوئے، پھر ہفت روزہ اہلِ حدیث لاہور شمارہ ۷ شوال ۱۴۰۰ھ میں شائع ہوئے پھر یہ اعتراضات عام لوگوں تک پہنچانے کے لیے ایک پمفلٹ کی صورت میں "ادعیہ پر تحقیقی نظر" کے نام سے کراچی سے

سے شائع کئے گئے، معترضین کا خیال تھا کہ دُرود تاج پر ان اعتراضات کا جواب قیامت تک کوئی نہیں دے سکتا، مگر الحمد اللہ ضیغم اسلام علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی محدث رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۸۶ء) ان تمام اعتراضات کا مستند، مکمل و مدلل جواب دیا جو کہ پچپن کی تعداد میں تھے، حضرت کاظمی کریم علیہ الرحمہ کی یہ آخری تصنیف ہے، اس کا نام "درود تاج پر اعتراضات کے جوابات" ہے، کاظمی پبلی کیشنز کچہری روڈ جامعہ انوار العلوم ملتان سے دستیاب ہے۔

مولوی حکیم محمد یٰسین خواجہ دیوبندی ساکن موضع کرم علی والا تحصیل شجاع آباد ملتان نے اپنی کتاب "بیاض مدنی"، جو کہ عملیات کی مشہور کتاب "شمس المعارف" از علامہ بونی کے آخر میں ضمیمہ کے طور پر دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی سے شائع ہوئی ہے، اس میں اکابر علماء دیوبند کے عملیات جمع کئے گئے ہیں، اس کے صفحہ ۶۲۷ پر لکھتے ہیں کہ مجھے ۲۹ جمادی الاوّل ۱۳۹۰ھ / ۳ اگست ۱۹۷۰ء بروز سوموار کو مولوی محمد عبداللہ بہلوی شجاعبادی (دیوبندی) نے درود تاج پڑھنے کی اجازت دی اور ان کو قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے طالبعلمی کے دور میں دورۂ حدیث کے موقع پر اجازت دی اور ان کو مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے اور اُن کو مولوی قاسم نانوتوی بانی دارُالعُلوم دیوبند نے اجازت دی۔

لیکن یہ بھی لکھا کہ دُرود تاج میں یہ الفاظ "دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم" بعد میں کسی نے شامل کر دیئے ہیں اصلی دُرود تاج شریف میں نہیں ہیں، ان الفاظ کو نہ پڑھیں۔

دراصل یہی الفاظ ہیں جو دیوبندی اور وہابی ذہن رکھنے والوں کو کانٹے کی طرح چبھتے ہیں۔ لیکن ان جہلاء کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کوئی مسلمان حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دافع حقیقی نہیں سمجھتا، دافع حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے، نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم محض وسیلہ ہونے کی حیثیت

سے دافع مجازی ہیں[1]، وہ اس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دفع عذاب کا سبب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا" وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (پ ۹ سورہ الانفال) یعنی آپ کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ لوگوں کو عذاب نہیں دے گا۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دفع عذاب کا وسیلہ ہیں۔ نیز فرمایا وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (پ ۹ الانفال) یعنی اللہ تعالیٰ لوگوں کے استغفار کی وجہ سے بھی انہیں عذاب نہیں دے گا، استغفار بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا، اس لیے جب تک مومنین کا استغفار ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ برقرار ہے۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مدینہ منورہ کی مٹی جذام کے لیے شفا بن گئی۔
(الوفا، ابن جوزی، جلد ۱، ص ۲۵۳۔ وفا الوفا، جلد ۱، ص ۶۷)

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مدینہ منورہ کی آب و ہوا اس کے غلہ اور پھلوں میں برکت اور مدینہ منورہ کی بیماریاں یہود کی بستی جحفہ کی طرف منتقل ہوئیں (بخاری شریف جلد ۱، ص ۵۵۹)

۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں تلوار کا زخم ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تین مرتبہ پھونکا تو ان کی تکلیف جاتی رہی۔ (بخاری جلد ۲، ص ۶۰۵، مشکوٰۃ ص ۵۳۳)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی پنڈلی ٹوٹ گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پنڈلی پہ ہاتھ مبارک پھیر دیا تکلیف جاتی رہی۔ (بخاری جلد ۲، ص ۵۷۷)

۵۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جبہ مبارک کے دھون سے بیماروں کے لیے شفا حاصل کرتے۔ (مسلم شریف جلد ۲، ص ۱۹۰۔

---

[1] مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے الامن والعلیٰ از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے قحط دفع ہوا اور خشک سالی خوش حالی میں بدل گئی۔ (بخاری جلد ۱، ص ۱۴۰، ۱۴۱، ۵۰۶)

۷۔ حضور صلی علیہ وسلم کے لعاب مبارک ڈالے ہوئے پانی سے فاتر العقل صحت یاب ہو گیا (مسند احمد جلد ۶، ص ۳۷۹ طبع بیروت)

آیت قرانیہ اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاء، وبا، قحط، مرض اور الم کے دفع ہونے کا سبب بنایا، دافع حقیقی محض اللہ تعالیٰ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کمال عبدیت کے باعث عون الٰہی کا مظہر اتم و اکمل ہیں۔ اسی اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم کہا گیا جس میں شرک کا کوئی شائبہ نہیں بلکہ یہ تو کمال عبدیت کا بلند مقام ہے۔

علم طِبّ میں "سم الفار" ضار ہے یعنی ضَرر پہنچانے والا ہے، مضر ہے، اور "بنفشہ" نافع ہے، یعنی نفع پہچانے والا ہے، تو جب ایک دوا مجازی طور پہ نقصان پہنچانے والی ہے مجازی طور پہ اسے ضار اور "نافع" کہہ سکتے ہیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجازی طور پہ دافع کیوں نہیں کہہ سکتے، ایک دوائی تو دافع وبا اور دافع مرض ہو، مگر پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دافع البلاء والوباء والقحط والمرض نہ ہوں یہ عجیب عقیدہ ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سراپا رحمت و برکت ہیں۔

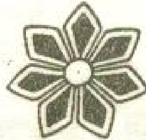
مشہور غیر مقلد مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں۔

"اہل صلاحیت (صالح لوگوں) کے دم قدم کی برکت سے بیماریوں اور آفتوں کا دُور ہونا، اور بارشوں کا بوقت ضرورت برسنا اور رزق و مال میں افزائش احادیث صحیحہ مرفوعہ اور آثار صحابہ و تابعین اور دیگر بزرگان دین کے واقعات

سے ثابت ہے اور یہ متواترات کی جنس سے ہے، اس سے انکار کی گنجائش نہیں۔" ؎۱

رہا یہ اعتراض کہ نماز میں پڑھا جانے والا دُرود (دُرودِ ابراہیمی) ہی اصل اور صحیح دُرود ہے، اس کے علاوہ جتنے دُرود ہیں وہ سب من گھڑت اور بدعت ہیں۔

اس اعتراض کا تفصیلی جواب تو ہم نے اپنی کتاب "انعامات دُرود شریف" میں لکھ دیا ہے مختصر جواب یہ ہے کہ محدثین اور فقہاء کرام علیہم الرحمہ کو دیکھئے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام مُبارک کے ساتھ "صلی اللہ علیہ وسلم" یا کوئی اور مختصر دُرود کے الفاظ لکھے ہیں مثلاً امام بخاری علیہ الرحمۃ نے جب حدیث لکھی قال قال رسُول اللہ آگے لکھا صلی اللہ علیہ وسلم، حالانکہ یہ دُرود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور نہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس دُرود کے پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے بلکہ یہ دُرود "صلی اللہ علیہ وسلم" تو صحابہ کرام کے کئی سو سال بعد لکھا جانے لگا ہے، مگر کسی نے آج تک یہ نہیں کہا کہ یہ دُرود ناجائز و بدعت ہے بلکہ دن رات اسے پڑھتے ہیں، لکھتے ہیں، بولتے ہیں، بلکہ ایک بدعت لفظ "صلعم" اور "ص" کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ استعمال کرتے ہیں، اُس وقت انہیں نماز والا دُرود ابراہیمی یاد نہیں آتا۔



؎۱ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، سراجاً منیراً مطبوعہ سیالکوٹ ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء ص ۵۵۔

درودِ تاج

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

بِس مِل لَا ہِرّ رَح مَا نِرّ رَحِیۡ مۡ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا

اَل لَا ہُمّ مَ صَلّ لِ عَ لَا سَیّ یِ دِنَا. وَ مَوۡ لَا نَا

مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالۡمِعۡرَاجِ

مُ حَمّ مَ دِنۡ صَا حِ بِتّ تَا جِ وَلۡ مِعۡ رَا جِ

وَالۡبُرَاقِ وَالۡعَلَمِ ط دَافِعِ الۡبَلَآءِ

وَلۡ بُ رَا قِ وَلۡ عَ لَمۡ ط دَا فِ عِلۡ بَ لَآءِ

وَالۡوَبَآءِ وَالۡقَحۡطِ وَالۡمَرَضِ وَالۡاَلَمِ ط

وَلۡ وَ بَآءِ وَلۡ قَحۡ طِ وَلۡ مَ رَضِ وَلۡ اَ لَمۡ ط

اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ
اِسْ مُ هُوْ مَكْ تُوْ بُمْ مَرْ فُوْ عُمْ مَشْ فُوْ عُمْ
مَّنْقُوْشٌ فِي اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ط سَيِّدِ
مَنْ قُوْ شُنْ فِلْ لَوْ حِ وَلْ قَ لَمْ ط سَيْ يِ دِلْ
الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ط جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ
عَ رَ بِ وَلْ عَ جَمْ ط جِسْ مُ هُوْ مُ قَدْ دَ سُمْ
مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِي الْبَيْتِ وَ
مُ عَطْ طَ رُمْ مُ طَهْ هَ رُمْ مُ نَوْ وَ رُنْ فِلْ بَيْ تِ وَلْ
الْحَرَمِ ط شَمْسِ الضُّحٰى بَدْرِ الدُّجٰى
حَ رَمْ ط شَمْ سِضْ ضُ حَا بَدْ رِ دْ دُ جَا
صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرِ الْهُدٰى كَهْفِ
صَدْ رِ لْ عُ لَا نُوْ رِ لْ هُ دَا كَهْ فِلْ

الْوَرٰی مِصْبَاحِ الظُّلَمِؕ جَمِیْلِ الشِّیَمِؕ

وَرَا مِصْ بَا حِظْ ظُ لَمْ ؕ جَ مِیْ لِشْ شِیْ یَمْ ؕ

شَفِیْعِ الْاُمَمِؕ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِؕ

شَ فِیْ عِلْ اُ مَمْ ؕ صَا حِ بِلْ جُوْ دِ وَلْ کَ رَمْ ؕ

وَاللّٰہُ عَاصِمُہٗ وَجِبْرِیْلُ خَادِمُہٗ

وَلْ لَا ہُ عَا صِ مُ ہُوْ وَ جِبْ رِیْ لُ خَا دِ مُ ہُوْ

وَالْبُرَاقُ مَرْکَبُہٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُہٗ وَ

وَلْ بُ رَا قُ مَرْ کَ بُ ہُوْ وَلْ مِعْ رَا جُ سَ فَ رُ ہُوْ وَ

سِدْرَۃُ الْمُنْتَهٰی مَقَامُہٗ وَقَابَ قَوْسَیْنِ

سِدْ رَ تُلْ مُنْ تَ ہَا مَ قَا مُ ہُوْ وَ قَا بَ قَوْ سَیْ نِ

مَطْلُوْبُہٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُہٗ وَ

مَطْ لُوْ بُ ہُوْ وَلْ مَطْ لُوْ بُ مَقْ صُوْ دُ ہُوْ وَلْ

اَلْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

مَقْ صُوْ دُ مَوْ جُوْ دُ هُوْ سَيْ يِ دِلْ مُرْ سَ لِيْ نَ

خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنِيْسِ

خَا تَ مِنْ نَ بِيْ يِيْ نَ شَ فِيْ عِلْ مُذْ نِ بِيْ نَ اَ نِيْ سِلْ

الْغَرِيْبِيْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ رَاحَةِ

غَ رِيْ بِيْ نَ رَحْ مَ تِلْ لِلْ عَا لَ مِيْ نَ رَا حَ تِلْ

الْعَاشِقِيْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ شَمْسِ

عَا شِ قِيْ نَ مُ رَا دِلْ مُشْ تَا قِيْ نَ شَمْ سِلْ

الْعَارِفِيْنَ سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ مِصْبَاحِ

عَا رِ فِيْ نَ سِ رَا جِسْ سَا لِ كِيْ نَ مِصْ بَا حِلْ

الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْغُرَبَآءِ

مُ قَرْ رَ بِيْ نَ مُ حِبْ بِلْ فُ قَ رَا ءِ وَلْ غُ رَ بَا ءِ

وَالْمَسَاكِيْنِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ

وَلْ مَ سَا كِيْ نِ سَيّ يِ دِ ثْ ثَ قَ لَيْ نِ نَ بِيّ

الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَسِيْلَتِنَا

يِلْ حَ رَ مَيْ نِ اِ مَا مِلْ قِبْ لَ تَيْ نِ وَ سِيْ لَ تِ نَا

فِي الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ

فِدّ دَا رَيْ نِ صَا حِ بِ قَا بَ قَوْ سَيْ نِ

مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ

مَحْ بُوْ بِ رَبّ بِلْ مَشْ رِ قَيْ نِ وَ رَبّ بِلْ

الْمَغْرِبَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

مَغْ رِ بَيْ نِ جَدّ دِلْ حَ سَ نِ وَلْ حُ سَيْ نِ

مَوْلٰنَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ اَبِي

مَوْلَانَا وَ مَوْ لَثّ ثَ قَ لَيْ نِ اَ بِلْ

اَلْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٍ

قَا سِ مِ مُ حَمّ مَ دِ بْ نِ عَبْ دِلّ لَاہِ نُوْ

مِّنْ نُوْرِ اللّٰهِ ط يَاَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ

رِمّ مِنّ نُوْ رِلّ لَاہْ طْ يَا اَ يّ يُ هَلْ مُشْ تَا قُوْنَ

بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَ

بِ نُوْ رِ جَ مَا لِ ہِیْ صَلّ لُوْ عَ لَیْ ہِ وَ آ لِ ہِیْ وَ

اَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۰

اَصْ حَا بِ ہِیْ وَ سَلّ لِ مُوْ تَسْ لِیْ مَا ۰

ترجمہ : یا اللہ درود بھیج ہمارے سردار اور آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تاج والے ، معراج والے ، براق والے ، علم والے پر ، بلا ، وبا ، قحط ، مرض دور کرنے والے پر ، ان کا نام لکھا ہوا بلند کیا ہوا لوح وقلم میں مشفوع ، منقوش ہے ۔ عرب و عجم کے سردار ہیں ان کا جسم بیت وحرم میں مقدس ، معطّر ، مطہّر ، منور ہے ۔ چاشت کے

آفتاب، اندھیرے کو دور کرنے والے، چودھویں کے ماہِ منیر، بلندی کے صدر ہدایت کے نور، مخلوق کو پناہ دینے والے، اندھیروں کے چراغ، اچھی عادات والے، تمام امتوں کی شفاعت کرنے والے، صاحبِ جود و کرم، اللہ کریم ان کا حافظ اور جبریل علیہ السلام ان کا خادم، براق ان کی سواری اور معراج ان کا سفر، سدرۃ المنتہیٰ مقام، قابَ قوسَین (قربِ الٰہی) ان کا مطلوب اور مطلوب ان کا مقصود اور مقصود ان کا موجود، تمام رسولوں کے سردار، تمام نبیوں کے ختم کرنے والے، گناہگاروں کی شفاعت کرنے والے، غربا سے انس رکھنے والے، تمام جہانوں کے لیے رحمت، عاشقوں کی راحت، مشتاقوں کی مراد، عارفوں کے آفتاب، اللہ کی راہ میں چلنے والوں کے لیے چراغ، مقربین کے لیے شمعِ فروزاں، فقیروں غریبوں اور مسکینوں سے محبت کرنے والے، ثقلین کے سردار، حرمین کے نبی، دونوں قبلوں کے امام، دونوں جہانوں میں ہمارے وسیلہ، قابَ قوسین والے، دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کے رب کے محبوب، امام حسن اور امام حسین کے نانا، ہمارے آقا اور ثقلین کے والی، ابوالقاسم محمد بن عبداللہ، اللہ تعالیٰ کے نور کے نور، اے اس کے جمال کے نور کا اشتیاق رکھنے والو، اس پر اس کی آل پر اس کے صحابہ پر درود بھیجو اور سلام عرض کرو جیسا کہ سلام عرض کرنے کا حق ہے۔

دُرُوْدُ تُنْجِیْنَا

دَ رُ وْ دْ تُنْ جِیْ نَا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

بِسْ مِلّ لَا ہِرّ رَحْ مَا نِرّ رَ حِیْ مْ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

اَلّ لَا ھُمّ مَ صَلّ لِ عَ لَا سَیّ یِ دِ نَا مُ حَمّ مَ دِنْ دّ

وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً

وَ عَ لَا آ لِ سَیّ یِ دِ نَا مُ حَمّ مَ دِنْ صَ لَا تَنْ

تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ

تُنْ جِیْ نَا بِ ھَا مِنْ جَ مِیْ عِلْ اَھْ وَا لِ

وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ

وَلْ آ فَا تِ وَ تَقْ ضِیْ لَ نَا بِ ھَا جَ مِیْ عَلْ

اَلْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ
حَا جَا تِ وَ تُ طَهّْ هِ رُ نَا بِ هَا مِنْ جَ مِيْ عِسّ
السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ
سَيّ يِ ءَا تِ وَ تَرْ فَ عُ نَا بِ هَا عِنْ دَ كَ
اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى
اَعْ لَدّ دَ رَ جَا تِ وَ تُ بَلّ لِ غُ نَا بِ هَا اَقْ صَلْ
الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي
غَا يَا تِ مِنْ جَ مِيْ عِلْ خَيْ رَا تِ فِلْ
الْحَيَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ يَا اَرْحَمَ
حَ يَا ةِ وَ بَعْ دَلْ مَ مَا تِ يَا اَرْ حَ مَرّ
الرَّاحِمِيْنَ ۝
رَا حِ مِيْ نَ ۝

ترجمہ

اے اللہ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود بھیج ایسا درود کہ اس کے وسیلہ سے تو ہمیں تمام خطرات و آفات سے بچا اور اس کے وسیلہ سے ہماری جملہ حاجتیں پوری کر دے اور اس کے وسیلہ سے تو ہمیں تمام گناہوں سے پاک کر دے اور اس کے ذریعہ سے اپنی جناب میں بلند درجات سے سرفراز فرما اور اس کے سبب سے ہماری انتہائی خواہشات زندگی اور موت کے بعد کی ہر قسم کی بھلائیوں تک پہنچا دے، اے تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔ ○

حکیم روح اللہ قادری لاہوری علیہ الرحمۃ جو صاحبِ کشف بزرگ تھے، فرمایا کرتے تھے کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمۃ کو درود تنجینا (درود نجات) بھی بے حد پسند ہے [1]

---

[1] درود شریف نجات (تنجینا) از حکیم رُوح اللہ قادری
ناشر سردار علی احمد خاں لاہور